بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ　　وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ
دفتر مجلس انصار اللہ بھارت
Office Of The Majlis Ansarullah Bharat
Mohallah Ahmadiyya Qadian-143516, Distt.Gurdaspur (Punjab) INDIA
محلہ احمدیہ قادیان ۱۴۳۵۱۶ ضلع: گورداسپور (پنجاب)　Mob.9682536974, E-Mail :ansarullah@qadian.in

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے عظیم المرتبت خلیفہ ٔراشد فاروق اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 15/ اکتوبر 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (یوکے)

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ۔ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ۔ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے حوالے سے صحیح بخاری کی روایت سے معلوم ہوتا تھا کہ حضرت عمرؓ پر حملے کے وقت نماز فجر کی ادائیگی کی گئی جبکہ صحیح بخاری کی ایک دوسری روایت کے مطابق حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کا زیادہ خون بہنے کے باعث غشی طاری ہو گئی تو میں نے لوگوں کے ساتھ اُٹھا کر انہیں گھر پہنچا دیا۔ صبح کی روشنی ہونے پر آپؓ کو جب ہوش آیا تو آپؓ کے پوچھنے پر بتایا گیا کہ لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے۔ اس پر آپؓ نے فرمایا اُس کا کوئی اسلام نہیں جس نے نماز ترک کی۔ پھر آپؓ نے وضو کیا اور نماز پڑھی۔ طبقات کبریٰ میں بھی یہی بیان ہوا ہے کہ حضرت عمرؓ کو گھر پہنچانے کے بعد حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ نے نماز پڑھائی جس میں دو چھوٹی سورتیں پڑھنے کا ذکر ملتا ہے۔

طبقات کبریٰ میں لکھا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے جب لوگوں سے حضرت عمرؓ کو خنجر مارنے والے شخص کے بارہ میں پوچھا تو لوگوں نے مغیرہ بن شعبہ کے غلام ابو لولو کا نام لیا جس نے پکڑے جانے پر اُسی خنجر سے خودکشی کرلی۔ مؤرخین کے بیانات سے یہ تاثر ملتا ہے کہ ابولؤلؤہ فیروز نے وقتی جوش اور غصہ میں حضرت عمرؓ کو قتل کر دیا تھا۔ تاریخ و سیرت کی اہم کتاب البدایہ والنہایہ میں حضرت عمرؓ کے قتل میں ہرمزان اور جفینہ پر کئے گئے شبہ کے نتیجہ میں حال کے بعض مؤرخین حضرت عمرؓ کے قتل کو باقاعدہ طے شدہ منصوبہ اور سازش قرار دیتے ہیں اور مدینہ میں رہنے والے بظاہر مسلمان ایرانی سپہ سالار ہرمزان کو اس میں شامل سمجھتے تھے۔

محمد رضا صاحب اپنی کتاب سیرت عمر فاروقؓ میں لکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے والیٔ کوفہ حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کی سفارش پر اُن کے ایک ہنر مند غلام ابو لولو کو جو لوہار اور نقش و نگار کا ماہر بڑھئی تھا مدینہ آنے کی اجازت دی۔غلام کی شکایت پر کہ حضرت مغیرہؓ نے اُس پر ماہانہ سو درہم ٹیکس مقرر کیا ہے حضرت عمرؓ نے وہ ٹیکس اُس کے کام کی مہارت کے مطابق قرار دیا جس سے وہ ناراض ہو گیا۔ایک دن حضرت عمرؓ کے ہوا سے چلنے والی چکی بنانے کے پوچھنے پر ابولؤلؤہ نے غصے اور ناپسندیدگی کے عالم میں دھمکی دیتے ہوئے کہا کہ میں آپؓ کے لیے ایسی چکی بناؤں گا جس کا لوگ چرچا کریں گے۔اُس نے حضرت عمرؓ کو شہید کرنے کا پختہ ارادہ کر کے وسطی دستہ والا دو دھاری خنجر بنا کر زہر آلود کر کے ایرانی سپہ سالار ہرمزان کو دکھایا جس نے خیال ظاہر کیا کہ اس کے ذریعہ جس پر بھی وار ہو گا قتل ہو جائے گا۔ ہرمزان کو مسلمانوں نے تُستر کے مقام پر قید کر کے مدینہ بھیج دیا تھا۔ہرمزان قتل ہونے کے خوف سے مسلمان ہو گیا تھا۔

طبقات ابن سعد میں نافع کی روایت کے مطابق حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے ہرمزان اور جفینہ کے پاس وہ چھری دیکھی جس سے حضرت عمرؓ کو شہید کیا گیا۔جبکہ طبری میں مذکور سعید بن مسیبؒ کی روایت کے مطابق عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے وہ خنجر دیکھا تھا جو ابولؤلؤہ جفینہ اور ہرمزان کے درمیان گر گیا تھا۔حضرت عبیداللہ بن عمرؓ کو جب اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے اپنی تلوار سے دونوں کو قتل کر دیا۔ ایک اور جگہ بیان ہے کہ حضرت عبیداللہ بن عمرؓ نے جب ہرمزان پر تلوار کا وار کیا تو اُس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھا اور جب جفینہ کو تلوار ماری تو اُس نے اپنی آنکھوں کے سامنے صلیب کا نشان بنایا۔بعد ازاں انہوں نے ابولؤلؤہ کی بیٹی کو بھی قتل کر دیا۔

اسی طرح ایک اور سیرت نگار ڈاکٹر محمد حسین ہیکل اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ایرانی یہودی اور عیسائی مسلمانوں سے عبرت ناک شکست پر اپنے دلوں میں عربوں کے خلاف عموماً اور حضرت عمرؓ کے خلاف خصوصاً کینہ و بغض کے جذبات چھپائے بیٹھے تھے۔ہو سکتا ہے کہ ابولؤلؤہ کا فعل مدینہ میں عجمی بے دینوں کی مختصر سی ایک جماعت کے غضب اور انتقام سے لبریز لوگوں کی سازش کا نتیجہ ہو۔حضرت عمرؓ کے صاحبزادے اس سازش سے پردہ اٹھا کر اُس کی تہ تک پہنچ سکتے تھے اگر ابولؤلؤہ فیروز خود کشی نہ کرتا لیکن قضا و قدر نے اس سازش کی طرف رہنمائی کی۔حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ مسلمانوں میں سب سے زیادہ قابل اعتبار گواہی دے رہے ہیں کہ جس چھری سے حضرت عمرؓ کو شہید کیا گیا وہ ہرمزان اور جفینہ کے پاس تھی۔اس کے بعد شبہ کی کوئی گنجائش نہیں کہ حضرت عمرؓ اس سازش کا شکار ہوئے۔

بہرحال حضرت عبیداللہ بن عمرؓ کے اقدام کی قانونی طور پر اجازت نہیں تھی۔کسی شخص کو اختیار نہیں کہ وہ خود انتقام لینے کے لیے کھڑا ہو جائے یا اپنا حق خود وصول کرے جبکہ معاملات کا فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے بعد آپؐ کے خلفاء کے لیے مخصوص تھا کہ وہ لوگوں کے درمیان منصفانہ فیصلے اور مجرم کے خلاف قصاص کا حکم صادر کرتے تھے۔بعید از قیاس نہیں کہ یہ قتل ایک باقاعدہ سازش ہو۔کچھ مؤرخین کے دلائل میں وزن ہے کیونکہ حضرت عثمانؓ بھی اسی طرح کی ایک سازش کا شکار ہوئے جس سے اس شبہ کو مزید تقویت ملتی ہے کہ اسلام کی بڑھتی ہوئی ترقی اور غلبہ کو روکنے اور اپنے انتقام کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے بیرونی عناصر کی ایک سازش کے تحت حضرت عمرؓ کو شہید کیا گیا تھا۔واللہ اعلم۔حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ آیت وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا۔کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ خلفاء پر کوئی ایسی مصیبت نہیں آئی جس سے انہوں نے خوف کھایا ہو اور اگر آئی تو اللہ تعالیٰ نے اسے امن سے بدل دیا۔حضرت عمرؓ متواتر دعائیں کیا کرتے تھے کہ یا اللہ مجھے مدینہ میں شہادت نصیب کر۔پس اُن کی شہادت پر کس طرح کہا جاسکتا ہے کہ اُن پر خوفناک وقت آیا مگر خدا تعالیٰ نے امن سے نہ بدلا۔اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کی دعا قبول کر لی اور ایسے سامان پیدا کر دیے جن سے اسلام کی عزت قائم رہی۔چنانچہ مدینہ پر کسی بیرونی لشکر کے حملہ آور ہونے کے بجائے اندر سے ہی ایک خبیث اٹھا اور اس نے خنجر سے آپؓ کو شہید کر دیا۔

حضرت مصلح موعودؓ نے غلاموں کی آزادی کے حوالے سے اسلامی تعلیم بیان کرتے ہوئے حضرت عمرؓ کی شہادت کا سبب بیان فرمایا کہ یہ حکم تھا کہ غلاموں کو بغیر کسی تاوان کے رہا کر دو۔اگر ایسا نہیں کرسکتے اور کوئی غلام تاوان ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ اپنی تاوان کی قسطیں مقرر کروا سکتا ہے۔حضرت عمرؓ کو ایک ایسے غلام نے ہی مارا تھا جس نے مکاتبت کی ہوئی تھی۔ایک مقدمہ آپؓ کے پاس آیا کہ کسی شخص کا غلام کماتا بہت تھا لیکن مالک کو دیتا کم تھا۔حضرت عمرؓ نے ساڑھے تین آنے اس کے ذمہ لگا دیے کہ مالک کو ادا کیا کرو۔اس فیصلہ کو اُس نے ایرانی ہونے کی وجہ سے اپنے خلاف سمجھا اور غصہ میں دوسرے ہی دن خنجر سے آپؓ پر حملہ کر دیا اور اُس کے زخموں کے نتیجہ میں آپؓ شہید ہوگئے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اس دردناک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس کا اسلام پر آج تک اثر ہے اور وہ اس طرح کہ گو موت ہر وقت لگی ہوئی ہے مگر ایسے وقت میں موت کے آنے کا خیال نہیں کیا جاتا جب قویٰ مضبوط ہوں لیکن جب قویٰ کمزور ہوں اور صحت انحطاط کی طرف ہو تو لوگوں کے ذہن خود بخود آئندہ انتظام کے متعلق سوچنا

شروع کر دیتے ہیں وہ ایک دوسرے سے اس بارے میں باتیں نہیں کرتے مگر خود بخود رَو ایسی پیدا ہو جاتی ہے جو آئندہ انتظام کے متعلق غور کرنے کی تحریک کرتی ہے۔ اس وجہ سے جب امام فوت ہو تو لوگ چوکس ہوتے ہیں۔ کیونکہ حضرت عمرؓ کے قویٰ مضبوط تھے گو ان کی عمر تریسٹھ سال کی ہو چکی تھی لیکن صحابہ کے ذہن میں یہ نہ تھا کہ حضرت عمرؓ ان سے جلدی جدا ہو جائیں گے اس وجہ سے وہ آئندہ انتظام کے متعلق بالکل بے خبر تھے کہ یکدم حضرت عمرؓ کی وفات کی مصیبت آپڑی۔ اس وقت جماعت کسی دوسرے امام کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں تھی۔ اس وقت عدم تیاری کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت عثمانؓ سے لوگوں کو وہ لگاؤ پیدا نہ ہوا جو ہونا چاہئے تھا اس وجہ سے اسلام کی حالت بہت نازک ہو گئی اور حضرت علیؓ کے وقت اور زیادہ نازک ہو گئی۔ جو فساد بعد میں ہوئے آپؓ کے نزدیک اس کی ایک یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے نماز کے موقع پر چند آدمی حفاظت کے لیے مقرر کرنے کے ضمن میں بھی حضرت عمرؓ کی شہادت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت عمرؓ کے ساتھ مسلمان بھی نماز میں مشغول تھے کہ ایک بدمعاش شخص نے آگے بڑھ کر خنجر سے وار کر دیا۔ قرآن مجید کا صراحتاً حکم ہے کہ حفاظت کے لیے مسلمانوں میں سے آدھے کھڑے رہا کریں گو یہ جنگ کے وقت کی بات ہے لیکن اس سے استدلال کیا جاسکتا ہے کہ چھوٹے فتنے کے انسداد کے لیے اگر چند آدمی نماز کے وقت کھڑے کر دیے جائیں تو یہ قابلِ اعتراض اَمر نہیں۔ اس واقعہ کے بعد صحابہ نے انتظام کیا کہ جب بھی نماز پڑھتے ہمیشہ حفاظت کے لیے پہرے رکھتے۔

حضرت عمرؓ کی وفات پر ضرورت مندوں اور غریبوں پر خرچ کرنے کی وجہ سے اُن کے ذمہ چھیاسی ہزار درہم قرض تھا۔ کتاب وفاء الوفا میں حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت عبداللہؓ اور حضرت حفصہؓ کو قرض کی ادائیگی کے لئے اپنے مکان کو بیچنے اور بنو عدی اور قریش کے علاوہ کسی اور سے مدد نہ مانگنے کی ہدایت فرمائی۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حضرت معاویہؓ کو وہ مکان بیچ کر حضرت عمرؓ کا قرض ادا کر دیا۔ اس گھر کو دَارُالْقَضَاءِدَیْنِ عُمَر کہا جانے لگا یعنی وہ گھر جس کے ذریعہ حضرت عمرؓ کا قرض ادا کیا گیا تھا۔

یہ ذکر ابھی مزید چل رہا ہے ان شاء اللہ آئندہ ذکر ہو گا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ، عِبَادَ اللّٰہِ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ اُذْکُرُوا اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ۔